

حدیثِ مبارکہ

❁ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ ❁

کی مختصر مگر جامع تشریح

مفتی ندیم خان درویش المہاجر

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا
بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَا هَادِيَ لِمَنْ أَضَلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَنْ هَدَيْتَ، وَلَا
مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا بَاعَدْتَ، وَلَا
مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اللَّهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ، وَرَحْمَتِكَ،
وَفَضْلِكَ، وَرِزْقِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا يَحُولُ
وَلَا يَزُولُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعِيلَةِ، وَالْأَمْنِ يَوْمَ
الْخَوْفِ، اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِدُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا مَنَعْتَنَا،
اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا، وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ
وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ، اللَّهُمَّ تَوَقَّنَا
مُسْلِمِينَ، وَأَخِينَا مُسْلِمِينَ، وَأَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا
مَفْتُونِينَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، وَيَصُدُّونَ عَنْ
سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ عِلْمَهُمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ، اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَةَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ، إِلَهَ الْحَقِّ [آمِينَ]

(اخرجه الامام احمد)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد
ن النبي الامى و على آله و اصحابه الغر الميامين۔

اما بعد: آپ نے شاید یہ حدیث "لا ضرر ولا ضرار" بہت سنی ہوگی، میں نے بھی
بہت دفعہ سنی ہے اور بیان بھی کی ہے، آج دورانِ مطالع حافظ ابن رجب رحمہ
اللہ کا رسالہ اس حدیث کے متعلق سامنے آیا، مجھے بے حد پسند آیا، دوسرا اس پر
محقق نے بھی اچھا کام کیا تھا اس لیے ارادہ کیا کہ تقریباً ۸۰ صفحات میں سے
ضروری خلاصہ چند صفحات کے اندر آپ کے سامنے لاؤں، اگرچہ اس حدیث پر
اور بھی بہت مستقل رسائل لکھیں گئے ہیں لیکن میں اسی ایک پر اکتفا کروں گا،
نیز بعض مسائل فقہ حنفی سے بطور وضاحت لاؤں گا، اللہ تعالیٰ مجھے صحیح لکھنے کی
توفیق دے کر امت کے لیے نافع بنائیں اور میرے لیے ذخیرہ آخرت
بنائیں، آمین یا رب العالمین۔

ندیم خان درویش المساجر

۷ شوال المکرم ۱۴۴۷ھ شب جمعہ

حدیث مبارک کے مختلف طرق اور الفاظ:

1. ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"۔ (دار قطنی، حاکم، بیہقی)
2. ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کی دوسری روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ، مَنِ ضَارَّ، ضَرَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ شَاقَّ، شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ"۔ (دار قطنی، حاکم، بیہقی)
3. عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"۔ (ابن ماجہ)
4. عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"۔ (ابن ماجہ)
5. ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"۔ (سنن دار قطنی)۔
6. جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ فِي الْإِسْلَامِ"۔ (طبرانی فی الاوسط)

7. ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضَرُورَةَ، وَلَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَضَعَ خَشَبَهُ عَلَى حَائِطِهِ"۔ (دارقطنی)

8. عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ کی روایت: "لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ"۔ (اخرجه ان عبد البر)

اس حدیث کے شواہد:

(1) ابو صرمہ رضی اللہ عنہ کا حدیث: "مَنْ ضَارَّ، ضَارَّ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ، شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ"۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(2) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت: "مَلْعُونٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكْرِبًا"۔ (ترمذی)

اگرچہ ان طرق میں ضعف ہے لیکن ان متعدد طرق اور شواہد کی بنیاد پر، امام نووی، امام ابوداؤد، امام ابو عمرو بن صلاح، امام ابن رجب حنبلی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو حسن قرار دے کر قابل استدلال گردانا ہے۔ جیسا کہ یہی اصول حدیث بھی ہیں۔ لہذا مذکورہ بالا روایت "حسن" درجہ کی روایت ہے۔

حدیث کی نحوی ترکیب:

"لَا" نفی جنس کے لیے ہے۔ جو اسم منصوب اور خبر مرفوع چاہتا ہے جیسا کہ
ان مشبہ بالفعل۔ "ضرر" اس کا اسم، بنی علی النصب، "و" عاطفہ، "لا" پھر
عاملہ۔ "ضرار" اس کا اسم۔

خبر اس کی محذوف ہے، جو کہ بقول امام ابن حجر ہیتمیؒ "فی دیننا" یا "فی شریعتنا"
ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی تراکیب کی گئی ہیں۔ راجع ابن عقیل علی الفیہ ابن
مالک۔

ضرر اور ضرار میں لغوی فرق:

1. ابن حبیبؒ کے نزدیک دونوں میں کوئی فرق نہیں، دونوں کا معنی ایک
ہے، تکرار تاکید کے لیے ہے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق
ہے:

2. "ضرر" اسم ہے اور "ضرار" فعل ہے، مطلب یہ ہوا کہ ضرر خود بھی
اسلام میں نہیں ہے، اور دوسروں کو ناحق ضرر اور نقصان پہنچانا بھی
اسلام میں متنتی ہے۔

3. "ضرر" اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو ایسا نقصان دینا کہ خود اس سے فائدہ حاصل کرے اور "ضرار" کسی کو ایسا نقصان پہنچانا کہ خود فائدہ حاصل نہ ہو اور دوسرے کو نقصان اور ضرر ہو۔ یہ تشریح محدثین کی ایک جماعت نے کی ہے جن میں حافظ ابن الصلاحؒ، علامہ ابن عبد البرؒ اور علامہ خُشَنیٰ قابل ذکر ہیں۔

4. امام ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں کہ: "ضرر" ایک فرد کا فعل ہے، اور "ضرار" دو افراد کا اس لیے کہ یہ بھی قتال وغیرہ کی طرح باب مفاعله میں سے ہے جو کہ دونوں طرف سے نقصان پہنچانا چاہتا ہے، نیز "ضرر" ابتداءً کسی کو نقصان پہنچانا، اور "ضرار" اس ضرر پر جزاء اور بدلہ لینا۔ یعنی جب بدلہ لینا ہو تو اس بدلہ لینے میں زیادتی کرے تو اسے ضرار کہتے ہیں۔

5. علامہ باجیؒ فرماتے ہیں کہ: "ضرر" کہ دو ہمسایوں میں سے ایک ہمسایہ دوسرے کو تکلیف دے، اور "ضرار" کہ دو پڑوسی ہوں اور ہر ایک دوسرے کو تکلیف دے۔

6. ایک قول یہ بھی ہے کہ: "ضرر" ایسے شخص کو نقصان پہنچانا کہ اس نے اس شخص کو نقصان اور تکلیف نہیں دی ہو، اور "ضرار" ایسے شخص کو

نقصان اور تکلیف پہنچانا کہ اس شخص نے اس کو تکلیف دی ہو لیکن اب یہ شخص اس کو ناحق تکلیف اور نقصان دیتا ہو۔

حدیث کا معنی:

اب ان تشریحات کے مطابق ہم "لَا ضَرَرَ و لَا ضِرَارَ" کے درجہ ذیل سب معانی بیان کر سکتے ہیں:

(1) اسلام میں ضرر (نقصان) منتفی ہے۔ یعنی سرے سے اسلام میں ضرر ہی

نہیں، چاہے خود کو ہو یا کسی دوسرے کو ہو۔ (یہ ترجمہ پہلے قول کے

مطابق کیا گیا ہے کہ جب دونوں ایک ہوں)۔

(2) ضرر خود بھی اسلام میں نہیں ہے، اور دوسروں کو ناحق ضرر اور نقصان

پہنچانا بھی اسلام میں منتفی ہے۔ (دوسرے قول کے مطابق یہ ترجمہ کیا

گیا ہے)۔

(3) اسلام میں کسی کو ناحق نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے، چاہے اس نقصان سے

آپ کو فائدہ حاصل ہو یا نہ ہو۔ (تیسرے قول کے مطابق یہ ترجمہ کیا گیا

ہے)۔

4) اسلام میں ابتداء کسی کو نقصان پہنچانا جائز ہے اور نہ بدلہ لیتے وقت۔ یعنی بدلہ لینے میں زیادتی بھی ناجائز ہے۔ (یہ ترجمہ چوتھے قول کے مطابق کیا گیا ہے)۔

5) اسلام میں نہ ایک طرف سے نقصان جائز ہے اور نہ دونوں طرف سے۔ (یہ ترجمہ پانچویں قول کے مطابق کیا گیا ہے)۔

6) اسلام میں نہ اس شخص کو نقصان دینا جائز ہے جس نے آپ کو کوئی تکلیف نہ دی ہو اور نہ اس شخص کو جس نے آپ کو تکلیف دی ہو۔ یعنی زیادتی مراد ہے۔

بعض طرق میں جو الفاظ زیادہ وارد ہوئے ہیں ان کا ترجمہ:

"مَنْ ضَارَّ، ضَرَّهَ اللَّهُ، وَمَنْ شَاقَّ، شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ"۔

ترجمہ: جس نے کسی کو تکلیف میں ڈالا، اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف میں ڈالے گا، اور جس نے کسی پر ناجائز مشقت ڈالی، تو اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں: "وَلَا يَمْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَصْغَعَ خَشْبَهُ عَلَى حَائِطِهِ"۔

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی کو اس بات سے منع نہ کرے کہ وہ اپنی لکڑی (شہتیر وغیرہ) اس کی دیوار پر رکھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: "مَلْعُونٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا أَوْ مَكْرِبًا".

ترجمہ: وہ شخص لعنتی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے) جس نے کسی مومن کو ناحق تکلیف دی یا اس کے خلاف کوئی ناحق منصوبہ بنایا۔

بہر حال و بہر صورت اسلام نے ایک عظیم الشان قانون رکھ دیا کہ ہر وہ فعل و قول جس سے کسی کو ناحق نقصان اور ضرر پہنچتا ہو اس سے اپنے آپ کو بچانا لازم اور ضروری ہے، ناحق کی قید ہم نے اس لیے لگائی کہ اگر ضرر دینا حق ہو تو پھر ناجائز نہیں جیسا کہ شرعی حدود اور سزاؤں میں بھی ضرر ہوتا ہے لیکن وہ حق ہوتا ہے ناحق نہیں ہوتا، جہاد میں بھی لوگوں کو تکلیف اور ضرر ہوتا ہے ظاہری طور پر لیکن وہ حق ہوتا ہے ناحق نہیں ہوتا، جیسا کہ باپ بچے کو یا آقا اپنے غلام کو جبکہ وہ مریض ہو دوازبردستی دیتا ہے، تو ظاہراً اس میں ضرر معلوم ہوتا ہے لیکن اصلاً یہ کوئی زیادتی نہیں بلکہ اس کو فائدہ دینے کی خاطر ایسا کرتا ہے

یہ حدیث بھی ان احادیث میں سے ہے جنہیں "جوامع الکلم" کہا جاتا ہے، بظاہر دو جملے معلوم ہوتے ہیں لیکن اس میں علم کا ایک سمندر چھپا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث پر سینکڑوں مسائل متفرع کیے ہیں، جن میں سے ہم بطور مشتم نمونہ از خروار آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

پہلا مسئلہ:

وصیت میں ضرر اور نقصان پہنچانا:

موت سے پہلے کسی ایک وارث کو سارہ مال ہبہ کرنا تا کہ باقی ورثا محروم ہو جائیں، یہ اس حدیث کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے، دوسری حدیث میں آتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - سِتِّينَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُ الْمَوْتُ فَيُضَارُّ فِي الْوَصِيَّةِ، فَيَدْخُلُ النَّارَ".

ترجمہ: کہ ایک شخص ساٹھ سال (۶۰) اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت میں گزارتا ہے لیکن جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت میں ورثا کو ضرر پہنچاتا ہے، تو جہنم میں جاتا ہے۔ (ترمذی)

اسی طرح عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "الإضرار في الوصية من الكبائر" کہ وصیت میں ضرر پہنچانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

اس میں یہ بھی داخل ہے کی کسی اجنبی کو ایک تہائی سے زیادہ وصیت کرے اور ورثا ناخوش ہوں، اسی طرح بیٹوں پر سارا مال تقسیم کر کے بیٹیوں کو محروم کرنا بھی اس میں داخل ہے۔

دوسرا مسئلہ:

مطلقہ عورت کو تکلیف دینا:

زمانہ جاہلیت میں جب شوہر چاہتا تھا کہ اپنے بیوی کو تکلیف دے تو اسے ایک طلاق رجعی دیتا جب عدت پوری ہونے کو ہوتی تو پھر سے رجوع کر لیتا، پھر طلاق دے دیتا، پھر اسی ترتیب سے رجوع کرتا، یہ ایک ناختم ہونے والا سلسلہ تھا اگرچہ ہزار مرتبہ ہی کیوں نہ ہوتا، جیسا کہ هشام بن عروہ عن ابیہ کی روایت میں ہے، تو اس میں عورت کو ضرر اور نقصان تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے طلاق کو تین میں منحصر فرمایا۔

تیسرا مسئلہ

عنین یعنی نامرد کی بیوی کو ایک سال بعد جدا کرنا:

ایک عورت نے شادی کے بعد شوہر پر دعویٰ کیا کہ میرا شوہر عنین یعنی نامرد ہے، جماع پر قدرت نہیں رکھتا، تو اگر شوہر نے بھی اقرار کیا کہ ہاں میں قادر علی الجماع نہیں ہوں تو قاضی اس کو ایک سال مہلت دے گا کہ اپنا علاج کر لو اگر ایک سال میں ٹھیک ہو گیا تو فبھاء اگر ایک سال بعد بھی ٹھیک نہیں ہوا اور عورت جدا ہونا چاہتی ہے تو قاضی ان دونوں کے درمیان تفریق کرے گا اور عورت کو مرد کے نکاح سے آزاد کر دے گا، اس لیے کہ نامرد ہونے کے باوجود عورت کا پھر بھی اس کے نکاح میں رکھنا عورت کو ضرر دینا ہے جو کہ اس حدیث میں منتفی ہے۔ (بدائع)

چوتھا مسئلہ

نابالغ بچے کا ہبہ:

ہبہ کی صحت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ واہب یعنی ہبہ دینے والا شخص ہبہ کا اہل بھی ہو، اور نابالغ اور مجنون کسی کے ساتھ احسان اور تبرع کے اہل نہیں ہیں، لہذا ہبہ کے بھی اہل نہیں، اس لیے کہ نابالغ اور مجنون کے ہبہ کے مقابلے میں کوئی دنیوی نفع بھی نہیں تو ضرر محض یعنی خالص نقصان ہوا۔ اسی

طرح نابالغ کا باپ بھی اس کا مال بغیر عوض کے ہبہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ بھی ضرر محض ہے جو کہ اس حدیث کی رو سے ناجائز ہے۔ (بدائع)

پانچواں مسئلہ

شارع عام پر ایسا تصرف کرنا:

شارع عام یعنی ایسا راستہ جو کسی کی خاص ملکیت نہیں بلکہ عام لوگ اس پر آتے جاتے ہیں تو ایسے راستے پر ایسی چیز بنانا، خواہ اس پر گندے پانی کی نالی نکالنا ہو، اس پر خرید و فروخت کے لیے بیٹھنا ہو، میز اب نکالنا ہو، غرض ہر ایسا تصرف جو عام لوگوں کو تکلیف دیتا ہو، اس کی اجازت اس حدیث کی وجہ سے نہیں ہے۔ (مجمع الانھر)

بہر حال اس حدیث پر فقہاء امت نے سینکڑوں مسائل متفرع کیے ہیں جو کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں، یہاں مقصود صرف حدیث مبارکہ کی توضیح تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ اپنے آپ کو بھی دنیا و آخرت کے نقصان، ضرر اور تکلیف سے بچائے اور دوسرے انسانوں کو بھی۔ آمین یا رب العالمین۔

ندیم خان درویش المہاجر جمعرات، ۸ شوال المکرم ۱۴۴۷ھ۔ مارچ ۲۰۲۶ء

